Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 03, **Issue** 02, July-September 2024, **PP**: 219-230
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

یہودیت اور توہینِ مذہب: یہودی نظریات اور رویوں کا تاریخی و تنقیدی تجزیہ

Blasphemy in Judaism: A Historical and Critical Analysis of Jewish Beliefs and Attitudes

1. Mehwish Mukhtar abdulhadi87699@gmail.com	*M.Phil Scholar,* *Department of Islamic Studies,* *Riphah International University, Faisalabad.*
2. Suleman Khalil rsulemankhalil@gmail.com	*Ph.D. Scholar,* *Department of Islamic Studies,* *Government College University, Faisalabad.*
3. Arisha Nisar arishamohsin786@gmail.com	*Mphil Scholar,* *Department of Islamic Studies,* *Riphah International University, Faisalabad.*

How to Cite: Mehwish Mukhtar, Suleman Khalil and Arisha Nisar. 2024: "Blasphemy in Judaism: A Historical and Critical Analysis of Jewish Beliefs and Attitudes". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 3 (02): 219-230.

Article History:

Received:	Accepted:	Published:
30-08-2024	20-09-2024	30-09-2024

Copyright: **©The Authors**

Licensing: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

یہودیت اور توہینِ مذہب: یہودی نظریات اور رویوں کا تاریخی و تنقیدی تجزیہ

Blasphemy in Judaism: A Historical and Critical Analysis of Jewish Beliefs and Attitude

1. **Mehwish Mukhtar**
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad.
abdulhadi87699@gmail.com

2. **Suleman Khalil**
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, Government College University, Faisalabad.
rsulemankhalil@gmail.com

3. **Arisha Nisar**
Mphil Scholar, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad.
arishamohsin786@gmail.com

Abstract

Blasphemy, defined broadly as an expression of contempt, disrespect, or irreverence toward the divine, sacred objects, or inviolable principles, is generally regarded across religions as a significant offense. In Islam, the defamation of the Prophet Muhammad is considered a grave and unforgivable sin, in Judaism, invoking the Divine Name carelessly is prohibited, and in Christianity, blasphemy against the Holy Spirit is condemned. In Judaism, however, blasphemy does not exist as a distinct legal category, and there is no standardized Hebrew term directly equivalent to "blasphemy." This absence highlights a unique approach within traditional Judaism, where irreverent or questioning statements about God or sacred matters are not uniformly recognized as prohibited speech. Notably, certain behaviors or expressions that might appear blasphemous to adherents of other faiths are, in fact, integral to Jewish discourse and religious practice. Historically, certain medieval Christian authorities perceived some rabbinic writings about God as blasphemous, partly using this perception to justify restrictions on Jewish texts, particularly the Talmud. In response, Jewish scholars defended such expressions, often interpreting seemingly provocative statements through allegorical or philosophical lenses to align with Jewish theology. While Judaism does not endorse unrestricted freedom of expression, rabbinic literature reflects a greater concern with speech harmful to individuals, such as gossip or slander, than with speech perceived as offensive to God. This paper critically examines the historical, theological, and cultural dimensions of blasphemy within Judaism, aiming to clarify the distinctiveness of Jewish attitudes toward divine reverence, freedom of expression, and the limits of permissible speech in religious discourse.

Keywords: *Blasphemy, Judaism, Jewish behavior, Religion.*

تمہید

توہین مذہب سے مراد مذاہب، خداوند تعالیٰ، بانیان مذاہب، مقدس کتابوں اور دیگر مذہبی مقدسات کی توہین، تحقیر اور استہزاء مراد لی جاتی ہے۔ یہودیت میں توہین مذہب سے مراد موسیٰ علیہ السلام اور بائبل (عہد نامہ قدیم) کی توہین، جبکہ عیسائیت میں توہین مذہب، عیسیٰ علیہ السلام، انجیل مقدس یا چرچ کی توہین مراد لی جاتی ہے۔ جبکہ اسلام میں اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ، انبیاء و رسل یا

دیگر شعائر اسلام کی توہین پر کیا جاتا ہے۔ مقالہ ہذا میں یہودی شریعت میں توہین مذہب کے حوالے سے تعلیمات اور اہل یہود کا ان تعلیمات کے حوالے سے رویہ، بیان کیا گیا ہے۔ توہین مذہب کی تعلیمات کو بیان کرنے سے پہلے مختصر طور پر توہین اور تحقیر کے مفہوم کو واضح کیا جاتا ہے۔

توہین کا مفہوم

توہین عربی زبان میں باب تفعیل کا مصدر ہے جبکہ اہانت باب افعال سے ہے۔ دونوں لفظوں کا سہ حرفی مادہ (و، ھ، ن) ہے۔ یہ فعل لازم اور متعدی دونوں طرح سے مستعمل ہے۔ وہن کے معنی سستی اور کمزوری کے ہیں۔ قرآن مجید میں وہن اور اس کے مشتقات اسی مفہوم میں استعمال کئے گئے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ذٰلِكُم وَ اَنَّ اللّٰهَ مُوہِنُ كَيدِ الكٰفِرِينَ۔[1]

یہ تو ہو چکا اور اللہ تعالیٰ کمزور کرنے والا ہے کافروں کی تدبیر کو۔

مشہور امام خلیل بن احمد الفراہیدی نے وہن کے معنی عاجزی اور درماندگی کے کئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہن کسی کام، اشیاء یا ہڈی میں کمزوری کو کہتے ہیں۔رَجُل وَاھِن اس کو کہتے ہیں جو معاملہ یا کام میں کمزور ہو۔ موہون اس کو کہتے ہیں جس کی ہڈیاں یا بدن کمزور ہو۔ اس لفظ کو مشدد بھی استعمال کیا جاتا ہے۔[2] امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ نے وھن کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے:

الوهن: ضعف من حيث الخلق أو الخلق۔[3]

وہن کے معنی جسمانی یا اخلاقی کمزوری کے ہیں۔

وھن کی مزید وضاحت کے لیے امام راغب نے قرآن کریم کی متعدد آیات بطور استشہاد پیش کی ہیں جن میں وہن یا اس کے مشتقات ما قبل میں بیان کیے گئے معانی میں مستعمل ہیں۔ علامہ زمخشری اپنی مشہور کتاب اساس البلاغہ میں لکھتے ہیں:

وهن فيه، کے معنی کمزوری پیدا ہونے کے ہیں اور اس کا مضارع یَهِنُ اور یُوهَن دونوں طرح مستعمل ہے۔

ابو زید کہتے ہیں: میں نے دیہاتیوں کو سنا جو کہتے ہیں: ما وهنوا (یعنی وہ کمزور نہیں ہوئے) اس طرح توهن ، أوهنته اور ووهنته بھی استعمال ہوتے ہیں۔[4]

لسان العرب میں ابن منظور الافریقی لکھتے ہیں:

وھن کے معنی کام، معاملہ یا ہڈی وغیرہ میں کمزوری کو کہتے ہیں۔ قرآن مجید کی آیت "حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ "میں دھن کی تفسیر کمزوری پر کمزوری سے کی گئی ہے۔ جبکہ بعض لوگوں نے مشقت پر مشقت سے تفسیر کی۔ وَھَنُ (یعنی ھا کے فتحہ کے ساتھ) بھی اس میں ایک لغت ہے۔[5]

صاحب لسان العرب نے بطور استشہاد یہ مثال پیش کی ہے:

وَقَالَ الاعشى: فَلَمِنْ عَفَوْتُ لَأَعْفُونْ جَلَلًا ... وَلَئِنْ سَطَوْتُ لَأُوهَنُ عَظْمِي۔[6]

اعشی نے کہا: اگر میں معاف کروں گا تو یہ میری عظمت کی وجہ سے ہوگا اور اگر میں کسی پر حملہ کروں گا تو ضرور اپنی ہڈیوں کو کمزور کروں گا۔

آگے چل کر فرماتے ہیں کہ اس کو اللہ نے کمزور کر دیا تو وہ کمزور ہو گیا۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے اس کو بخار میں مبتلا کر دیا ہے۔[7] علامہ مرتضیٰ الزبیدی نے بھی تاج العروس میں وھن کے معنی کمزوری اور ناتوانی کے کئے ہیں۔[8]

درج بالا متعدد لغات اور تعریفات سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اہانت یا توہین سے مراد کسی کی کردار کشی کرنا، بے ادبی کرنا، برا بھلا کہنا یا کسی کے کردار یا اخلاقیات کو چیلنج کرنا ہے۔ عربی زبان وادب میں توہین کے لیے اکثر مقامات پر "السب والشتم "[9] کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ کتب حدیث وفقہ میں "باب سب النبیﷺ" کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔ اس طرح لفظ "اذی "[10] بھی اس معنی میں مستعمل ہے جبکہ انگریزی زبان میں توہین کے لیے "Blasphemy" کا لفظ مروّج ہے۔[11]

یہودی متونِ مقدسہ

یہودی لفظ عبرانی زبان سے ہے جس کا مطلب "قبیلہ یہوداسے" کے ہیں۔ یہودیت دنیا کا قدیم ترین مذہب ہے اور اس کی تاریخ 1200 سے 1000 ق م بیان کی جاتی ہے۔ اب اہل یہود تقریباً 15.7 ملین کی تعداد میں ہیں۔[12] یہودیت کی تاریخ کا آغاز حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوتا ہے لیکن یہودیت کی مروّجہ شکل عزرا یا حضرت عزیر علیہ السلام کے دور کی ہے بعد ازاں حضرت موسیٰ علیہ السلام جو اپنی قوم کو فرعون کی غلامی سے بچا کر صحرائے سینا میں لے آئے۔ یہاں انہیں توراۃ ملی جس پر عمل پیرا ہونا بنی اسرائیل کے ہر فرد کے لیے ضروری تھا۔ یہودیت کا اصل مآخذ یہی توراۃ ہے اور اس کا عمومی معنیٰ قانون کیا جاتا ہے۔[13]

توریت

تورات کا اصل اور بنیادی تعلق زندگی کے عملی مسائل کے ساتھ تھا۔ لیکن جیسے جیسے انسانی زندگی کے تقاضے بدلتے رہے انسانی معاشرہ تغیر کا شکار ہوتا گیا۔ موسوی شریعت کے نفاذ اور اطلاق میں بھی تبدیلی رونما ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ یہودی ربیوں کے فیصلوں اور فتاویٰ کو بھی شریعت موسوی میں مستقل اختیار حاصل تھا۔ المختصر موسوی شریعت صرف تورات تک محدود نہ رہی بلکہ اس میں یہودی علماء کے فیصلے، فتوے اور تشریحات کی بھی بہت سی کتابیں شامل ہو گئیں جو عہد نامہ عتیق کے نام سے موسوم ہیں۔ عہد نامہ عتیق کل 39 کتابوں پر مشتمل ہے لیکن علمائے یہود نے صرف 25 کتابوں کو مستند شمار کر کے باقیوں کو رد کر دیا ہے اور مستند کتابوں کو تین سلسلوں، توریت (Torah)[14]، نبیم (Nevi'im)[15] اور کیتبیم (Ketuvim)[16] میں تقسیم کر دیا ہے۔ اب یہی کتابیں یہودیت میں مقدس شمار ہوتی ہیں۔ رہی بات دوسری کتب کی تو اہل یہود نے خود انہیں مسترد کر دیا اور اب ان کا کوئی وجود باقی نہیں رہا تاہم دیگر بعض کتابوں میں ان کے نام آتے ہیں جیسا کہ پرانے عہد نامہ کا جو یونانی ترجمہ ہے اس میں چودہ (14) ایسی کتب کے نام موجود ہیں، اہل یہود ہی انہیں اپوکریفا یعنی جعلی کتب مانتے ہیں۔[17]

مشناہ

مشناہ 63 عنوانات کے تحت عبرانی زبان میں چھ حصوں میں لکھی گئی۔ اہل یہود کے ہاں اس کو بہت پذیرائی ملی اور یہودی علماء نے بنیادی قانون کے طور پر اس کو کئی صدیوں تک استعمال کیا۔ اس کی توضیح و تشریح کے لیے لیکچرز کا اہتمام کیا گیا اور یہ لیکچرز آرامی زبان میں ریکارڈ ہوئے اور بعد ازاں گمارا (Gemara) کے نام سے مرتب ہوئے۔ گمارا (Gemara) کی ترتیب و تدوین کا زمانہ تیسری صدی عیسوی خیال کیا جاتا ہے۔ پہلے پہل صرف مشناہ میں موجود احکام ہی کی توضیح و تشریح کی گئی مثلاً:

گمارا (Gemara) کا پہلا باب ضرائیم (Zeraim) ہے جو بمعنی بیج کے ہے اور اس میں کاشتکاری اور زراعت سے متعلق احکام ہیں۔ دوسرا باب، باب معید (Moed) ہے جس میں رسموں اور تہواروں سے متعلق احکام بیان کیے گئے ہیں۔ تیسرا باب نشیم (Nashim) ہے جس میں شادی اور ازدواجی تعلقات کے حوالے سے احکام ہیں۔ باب چہارم، نیزاکین (Nezikin) ہے اس باب

میں کفارے اور دیت کے احکامات ہیں۔ باب پنجم، قوداشیم (Kodashim) ہے، اس میں یہودی صومعہ میں موجود مقدس چیزوں اور قربانی وغیرہ کے احکامات ہیں۔ چھٹا باب توہوروت (Tohorot) ہے اس میں طہارت، پاکی ناپاکی اور پاکیزگی کے احکامات شامل ہیں۔ اس طرح کل یہ چھے حصے ہیں اور ہر حصہ کئی ایک ذیلی عنوانات پر مشتمل ہے یہ ذیلی عنوانات کی کل تعداد 63 ہے اور یہ یہودی شریعت کا مجموعہ قوانین ہے۔[18]

تالمود

گمارا اور مشناہ کے مجموعہ کو تالمود کہتے ہیں۔ یہودیت میں تالمود کا وہی درجہ ہے جو اسلام میں احادیث مبارکہ کا۔ گو کہ بعض یہود اس پر اعتراض کرتے ہیں لیکن زیادہ تر یہود اس کو الہامی گردانتے ہیں۔ چونکہ اہل یہود کسی ایک جگہ پر اکٹھے نہ تھے اور مختلف جگہوں میں بس رہے تھے اور ان کا آپسی رابطہ بھی نہ تھا اس وجہ سے تالمود کی تدوین دو مختلف جگہوں پر الگ الگ لوگوں نے کی۔ تالمود کی ایک تدوین و ترتیب ایرانی حکومت کے تحت عراق میں ہوئی اور دوسری سلطنت روما کے زیر سایہ فلسطین میں ہوئی۔ اس طرح تلمود کی دو قسمیں ہیں:

- بابلی تلمود۔
- فلسطینی تلمود۔[19]

اس وقت تک اہل یہود کا عبرانی زبان سے رابطہ کٹ چکا تھا اور ان کی روز مرہ کی زبان آرامی بن گئی تھی تو یہ دونوں تالمود بھی آرامی زبان میں لکھی گئیں تھیں۔ فلسطینی تالمود مختصر اور آسان ہے۔ اس میں آثار قدیمہ، جغرافیہ اور تاریخی معلومات بھی ہیں۔ بابلی تالمود بہت دقیق اور طویل ہے۔ تالمود کی ان دونوں قسموں کی زبان آرامی تھی کیوں کہ اس وقت یہی ان کی مروّجہ زبان اور عبرانی زبان سے ان کا ناطہ مکمل طور پر ختم ہو چکا تھا۔ فلسطینی تالمود میں آثار قدیمہ، جغرافیہ اور تاریخ سے متعلق بہت سی معلومات ہیں اور یہ مختصر اور آسان ہے۔ بابلی تالمود دقیق بھی ہے اور طویل بھی۔ فلسطینی تالمود چوتھی صدی عیسوی میں ختم ہو گئی تھی۔ بابلی تلمود کی تکمیل 499ء میں ہوئی جس میں 37 ابواب ہیں۔ یہ مکمل صورت میں موجود ہے تاہم مشناہ کے مکمل ابواب کا احاطہ نہیں کرتی۔[20]

دونوں تالمود کو مضامین کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم کیا جاتا ہے۔ ایک حصے کو ہلاخاہ (Halakha) کہتے ہے اس میں مذہبی رسومات اور روز مرہ کی زندگی سے متعلق راہنمائی کو بیان کیا گیا ہے۔ نیز ہلاخاہ میں 613 عنوانات کے تحت حلال و حرام اور اس کی جزوی تفصیل، چھوٹے بڑے گناہوں کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ دوسرے حصے کو ہگداہ (Haggadah) کہا جاتا ہے اس میں سابقہ انبیاء اور سلاطین وغیرہ کے آثار و قصص کو بیان کیا گیا ہے۔ نیز اس میں جادو جنات، ارواح، الٰہیات وغیرہ کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ تالمود کو اہل یہود میں بڑا وقیع مقام حاصل ہے۔

مدراش

اہل یہود کے ہاں دینی متون کی ایک قسم مدراش بھی ہے۔ عزرا نے ایک لمبے عرصے تک لوگوں کے مجمع میں توریت اور اس کی توضیح و تشریح کو جاری رکھا، اس کو مدراش کہتے ہیں۔ اس کو بعد ازاں تالمود میں شامل کیا گیا۔ تالمود کی تکمیل کے بعد ہی مدراش مرتب ہوئی تھی جو ربّی شلومو نے 21 ویں صدی عیسوی میں مختصر بائیبل کے نام سے تحریر کی تھی۔[21]

اہل یہود کے دینی متن کی ایک قسم میں ربیوں کے فیصلے اور فتاویٰ بھی ہیں۔ چونکہ اہل یہود دنیا بھر میں بکھر گئے تھے اور یہاں تک کہ یروشلم میں بھی ان کا داخل ہونا ممنوع تھا اس وجہ سے بابل میں دو بڑے مذہبی گروہ وجود میں آئے جن کے سرپرستوں

کو یہودیت میں اعلیٰ مقام حاصل تھا۔ وہ سب سے عالی مرتبت ربّی کہلاتے تھے۔ اہل یہود اپنے دینی مسائل کے سوال کرتے تھے اور یہ ربّی جواب میں تحریری فتوے دیتے تھے۔ بعد میں یہ سلسلہ ختم ہو گیا لیکن یہ تحریری فتاویٰ پر مشتمل لٹریچر جسے (Responsa) کہتے ہیں، آج بھی محفوظ اور یہودیت کے دینی ادب میں ایک مقام رکھتا ہے۔

توہین مذہب اور یہودیت: نظریات اور تعلیمات

یہودیت میں کوئی ایسا معیاری لفظ اور اصطلاح نہیں جو توہین مذہب کی جامع وضاحت کر سکے کیونکہ یہودیوں کے نزدیک بعض چیزیں ان کے مذہب کا لازمی جزو ہیں۔ جبکہ دیگر مذاہب میں وہ گستاخانہ حرکات تصور کی جاتی ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے ساتھ حجت بازی اور دلائل پیش کرنا بے ادبی سمجھی جاتی ہے لیکن کتاب پیدائش میں شہر سدوم کی تباہی کے حوالے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ تکرار کو بیان کیا گیا ہے۔[22] تاہم کچھ اعمال و افعال ایسے ہیں جنہیں یہودی روایات میں توہین تصور کیا جاتا ہے۔ ذیل میں ان کی وضاحت کی جاتی ہے۔

خدا اور اس کے نام کی لعنت کرنا

خُدا کے نام کی حرمت اور پاکیزگی کی ایسی حد ہے کہ خدا اور اس کے نام کی توہین شدید جرم تصور ہوتی تھی۔ اس عمل کی پابندی ایسی تھی کہ اس کے متبادل لفظ بھی کہنا جرم تھا، مثلاً: خدا کی لعنت کے جملے کو خدا کی رحمت کے جملے سے بدل دینا۔ خُدا کا نام لایعنی اور ناجائز طریقے سے زبان پہ لانا یا اس کی تحریری صورت بگاڑنا وغیرہ۔ چند ایک حوالے ملاحظہ ہوں:

- کتاب خروج میں ہے کہ نہ تو تم اپنے خدا کو کوسنا اور نہ ہی تم اپنی قوم کے سردار پر لعنت کرنا۔[23]
- کتاب خروج اور استثناء میں ہے کہ تم اپنے خدا کا نام لغو نہ لو کیونکہ جو اس کا نام لغو لے گا یقیناً خدا کے ہاں گناہ گار ہو گا۔[24]
- خدا کی شان میں نازیبا کلمات کہنا۔ ایسا انداز اختیار کرنا جو یہودیوں کے خدا کی رسوائی کا سبب بنے۔[25]

یہودی متون مقدسہ میں توہین مذہب کا حکم اور اس کی سزا

یہودیوں کی بنیادی مذہبی کتاب تورات ہے جو موجودہ دور میں عہد نامہ قدیم کہلاتا ہے۔ یہود عہد نامہ جدید کو نہیں مانتے۔ اس کے علاوہ تالمود ان کی شریعت ہے جس میں فقہی احکام درج ہے۔ ذیل میں عہد نامہ قدیم کی روشنی میں مذہب کی توہین کی ممانعت اور خدا کی حرمت سے متعلق احکام ذکر کیے جاتے ہیں۔

خدا کی توہین کی سزا: سنگساری یا سزائے موت

کتاب احبار کی رو سے جو شخص خداوند تعالیٰ کی ذات پر برا بھلا کہے، ایسے شخص کی سزا اسے سنگسار کرنا ہے اور جو خداوند کے نام کفر کرے گا تو اسے مارا جائے گا۔ ساری جماعت مل کر اسے سنگسار کرے گی۔[26] کتاب سلاطین اول میں بھی خداوند تعالیٰ اور بادشاہ وقت کی توہین کرنے والے کو سنگسار کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ جو دو آدمی اگر کسی کے خلاف گواہی دے دیں کہ اس نے خدا اور بادشاہ پر لعنت کی ہے تو اسے سنگسار کر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ مر جائے۔[27] نیز کتاب احبار میں خداوند کی تعظیم کا حکم دیا گیا ہے کہ تم سبت کے دن کی تعظیم کرنا اور اسے ماننا کیونکہ میں تمہارا خداوند ہوں۔[28]

کتاب اخبار کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک اسرائیلی عورت کے بیٹے نے ایک مجلس میں خداوند تعالیٰ کی شان میں گستاخانہ کلمات کہے جو وہاں موجود بہت سارے لوگوں نے سن لیے۔ لوگ اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس

لے گئے اور انہوں نے اس کو قید کرنے کا حکم دیا تا کہ خداوند کی جانب سے کوئی حکم اس باب میں نازل ہو جائے۔ پھر خداوند نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس شخص کو خدواند کی توہین کرنے کی سزامیں تمام لوگوں کی موجودگی میں سنگسار کیا جائے۔[29]

یوم السبت کی توہین اور اس کی سزا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کے لئے یوم السبت انتہائی متبرک دن تھا کیونکہ اللہ کے حکم سے اس دن وہ لوگ تمام دنیاوی مصروفیات چھوڑ کر اللہ کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ کتاب خروج میں اس دن کی بے حرمتی پر قتل اور ملک بدری کی سزائیں ذکر کی گئی ہیں کہ سبت کو مانو اور اس کی تعظیم کرو کہ یہ تمہارے لیے مقدس دن ہے اور اگر کوئی اس کی بے حرمتی کرے گا تو اس کو ضرور قتل کیا جائے گا اور اگر کوئی اس دن کام کاج کرے گا تو اس کو اس کی قوم سے خارج کر دیا جائے گا کیونکہ چھے دن کام کے ہیں اور ساتواں دن آرام کا۔[30]

کتاب مقدس کے ان احکامات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے اس دن کو اپنے لئے مخصوص اور مبارک قرار دیا تھا اور بنی اسرائیل کا اس دن کی بے حرمتی کرنا گویا اللہ رب العزت کی عظمت کو چیلنج کرنا تھا جو ایک قسم کی بے ادبی ہے۔ چنانچہ ایسے شخص کو قتل کی سزا کا حکم دیا گیا تھا۔

خداوند کے نائب کی اہانت کی سزا: سزائے موت

توریت کی آیات کی روشنی میں قاضی اور کاہن روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے نائب ہوتے ہیں اور ان کی تحقیر ایک قابل تعزیر جرم قرار دیا گیا۔ کتاب استثناء میں ہے کہ چونکہ قاضی اور کاہن خدا کی خدمت کے لیے ہیں اگر کوئی ان کی توہین کرے گا تو وہ بھی جان سے مارا جائے گا کیونکہ ایسے ہی برائی کو دور کرنا ہو گا اور جب سب لوگ سنیں گے تو ڈریں گے اور پھر کوئی توہین نہیں کرے گا۔[31]

مندرجہ بالا امثلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود کی مذہبی کتابوں کی روشنی میں خداوند تعالیٰ اور ان کے نائبین کی تحقیر و توہین ایک عظیم اور قابل سزا جرم ہے اور ایسے مجرموں کے لیے سزائے موت اور سنگسار کرنے کا حکم موجود ہے۔ اسی طرح مقدس تہواروں اور ایام مثلاً یوم السبت کی حرمت کو پامال کرنا بھی یہودیت میں ایک جرم ہے جس کی سزا کے طور پر مجرم کو قوم سے نکالنے اور مار ڈالنے کا حکم دیا گیا ہے۔

یہود کا توہین مذہب کے بارے میں رویہ

یہود نے توہین مذہب کو خاص اللہ رب العزت کی ذات تک محدود کر دیا ہے لیکن یہاں سوال یہ ہے کہ آیا عہد نامہ عتیق اللہ رب العزت کی گستاخی و اہانت کو توہین مذہب کے زمرہ میں شمار کرتے ہوئے مخلص ہے بھی یا نہیں؟ یہود نے اللہ رب العزت کے بارے میں بھی بڑی جرات اور بے باکی کے ساتھ گستاخانہ جُملے کہے ہیں۔ کتاب پیدائش کے مطابق اہل یہود نے اللہ تعالیٰ کو اتنا کمزور بتایا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کُشتی لڑا دی ہے اور یعقوب علیہ السلام کے مقابلے میں اللہ رب العزت کو اتنا ضعیف و ناتواں ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ یعقوب علیہ السلام سے شکست کھاتا ہے۔[32] اِسی طرح یہود نے انبیاء کرام علیہم السلام، مقامات مقدسہ اور مذہبی شعائر کی گستاخی و اہانت کو توہین مذہب میں شمار نہیں کیا۔ اگرچہ انصاف کا تقاضا تو یہی ہے کہ مذکورہ تمام پہلوؤں کی اہانت و گستاخی توہین مذہب ہی شمار ہو جس پر یہود مکمل طور پر خاموش ہیں۔ اسی لیے یہود متعدد بار گستاخی کے مرتکب ہوئے اور مروّجہ تورات اور پرانا عہد نامہ میں جگہ جگہ انبیاء کرامؑ کی توہین و اہانت بھری پڑی ہے۔

توہین مذہب کے بارے میں یہود کا رویہ: تاریخی و تنقیدی جائزہ

یہود کے نزدیک انبیائے کرام پر بہتان یا الزام تراشی توہین مذہب شمار نہیں ہوتی اسی وجہ سے یہود نے اس حوالے سے کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔ یہودی متون مقدسہ لغویات سے بھرے پڑے ہیں جو کہ اہل یہود نے انبیائے کرام علیہم السلام سے متعلق تحریف شدہ پرانے عہد نامہ میں شامل کئے ہیں اور اہل یہود نے کسی بھی پیغمبر کو اس معاملے میں نہیں بخشا۔ ذیل میں اُن تمام الزامات اور لغویات کو عہد نامہ عتیق کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے اور بعد ازاں ان کا ناقدانہ جائزہ لیا گیا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں یہود کا رویہ

کتابِ پیدائش میں حضرت نوح علیہ السلام کے حوالے سے مذکور ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے شراب پی انہیں نشہ ہوا اور وہ برہنہ ہوئے اور حام نے انہیں برہنہ دیکھ کر اپنے دونوں بھائیوں سام اور یافث کی مدد سے اُن کی برہنگی کو ڈھانپا۔[33] دوسری طرف اگر قرآن حکیم کو دیکھا جائے تو قرآن نے حضرت نوح علیہ السلام کی عظمت، آپ کے بلند اخلاق اور کردار و مرتبے کو احسن انداز میں پیش کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّ اٰلَ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ۔[34]

اللہ نے بے شک تمام جہانوں میں آدم، نوح اور ابراہیم و آل ابراہیم اور آل عمران کو بزرگی اور شرف کے لیے منتخب کیا ہے۔

سورہ ہود میں اللہ رب العزت نے نوح علیہ السلام پر طوفان کے ختم اور رک جانے کے بعد جب وہ اپنی کشتی سے نیچے اُترتے ہیں تو سلام اور سلامتی بھیجی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ۔[35]

کہا اے نوح! سلامتی کے ساتھ کشتی سے اُتر جائیے آپ پر ہماری جانب سے برکتیں ہی برکتیں ہیں۔

ایک جگہ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام پر سلام بھیجا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

سَلٰمٌ عَلٰي نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ۔[36]

سارے جہانوں میں نوح پر سلام ہو۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے ہاں حضرت نوح علیہ السلام کا کیا مقام و مرتبہ ہے۔ سورہ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی ایک اور صفت کا تذکرہ کیا ہے:

ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا۔[37]

اے ان لوگوں کی نسل جن کو ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں اُٹھایا۔ بے شک نوح شکر گزار بندے تھے۔

مذکورہ تمام آیات شاہد ہیں کہ قرآن کریم حضرت نوح علیہ السلام کا تذکرہ کتنی پاکیزگی اور عزت کے ساتھ کرتا ہے جبکہ دوسری جانب اہل یہود حضرت نوح علیہ السلام کی ذات مبارکہ پر بے سروپا اور بے ہودہ الزامات لگا رہے ہیں۔

حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہما السلام کے بارے میں یہود کا رویہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام جن کو یہودیت، مسیحیت اور اسلام تینوں مذاہب میں قابلِ احترام مانا جاتا ہے، یہود نے اُن پر بھی حضرت لوط علیہ السلام کے ساتھ اسباب دنیا کے لیے لڑنے جھگڑنے کا الزام لگایا ہے۔ کتاب پیدائش میں ہے کہ حضرت ابراہیم

علیہ السلام نے جب اپنے گھر والوں کے ساتھ مصر سے خروج کیا تو آپ کے ساتھ حضرت لوط علیہ السلام بھی تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ مال و متاع زیادہ تعداد میں تھا۔ آپ نے کنعان میں رہائش اختیار کی۔ حضرت لوط علیہ السلام کے ساتھ بھی چونکہ مال مویشیوں کی کثرت تھے اور ان جانوروں کی تعداد کے لحاظ سے وہاں سبزہ بہت کم تھا تو اسی مسئلہ پر آپ دونوں کے چرواہے آپس میں لڑ پڑے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں مخاطب کر کے کہا کہ چونکہ ہم بھائی ہیں تو ہمارے درمیان یہ جھگڑا مناسب نہیں ہے اس لیے آپ مجھ سے الگ ہو جائیں اور ہم ایک دوسرے کی مخالف سمت میں چلے جاتے ہیں۔[38] یہاں یہود کی جانب سے اس مکالمے کو جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے مابین ہوا اس سے یہ توجیہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام مال و متاع کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ لڑ جھگڑ پڑے تو ہمارا شمار تو پھر عام انسانوں میں ہوتا ہے۔ اِس طرح یہود نے اپنے معاشروں کو اخلاقی گراوٹ کا شکار کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ حالانکہ یہ یہود کی حقیر سوچ کی نمائندگی ہے ورنہ حضرت ابراہیم اور لوط علیہما السلام نے ان باتوں میں اُلجھنے کے بجائے اللہ رب العزت کی واحدانیت کی تبلیغ اور آخرت کی طرف لوگوں کو بلانے کا کام کیا نہ کہ دنیوی مال و دولت کے لئے آپس میں جھگڑے کیے کہ ان کے ہاں اس دنیا کے مال و دولت کی حیثیت اتنی نہیں تھی کہ وہ منصب اور مقاصد نبوت کو چھوڑ کر دُنیاوی لالچ و حرص میں پڑ جاتے۔

حضرت لوط علیہ السلام تو وہ عظیم المرتبت پیغمبر ہیں کہ جب عراق کی سرزمین میں لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جھٹلایا تو حضرت لوط علیہ السلام ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر سب سے پہلے ایمان لائے۔ قرآن مجید میں فرمان خداوندی ہے:

فَآمَنَ لَهُ لُوطٌ ۘ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي ۖ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۔[39]

لوط جب ابراہیم پر ایمان لائے تو ابراہیم نے کہا کہ میں اپنے رب کی رضا کے لیے وطن کو چھوڑ رہا ہوں بے شک اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

27 مرتبہ قرآن مجید میں حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر ہوا ہے اور ہر بار آپ کی عظمت و رفعت کو بیان کیا گیا ہے۔ 29 مرتبہ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر آیا ہے اور ہر مرتبہ قرآن نے آپ کو حد درجہ احترام و محبت اور عزت کے ساتھ یاد کیا۔ قرآن کریم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایفائے عہد کا پیکر قرار دیا ہے:

وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰ ۔[40]

اور ابراہیم جس نے وفاداری کی انتہا کی۔

مزید حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے:

وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ۔[41]

حقیقت میں ابراہیم کو ہم نے بزرگی کے لیے چنا اور آخرت میں اُن کی جگہ نیک انسانوں میں ہو گی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظمت و مرتبت کو واضح کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لیے چنا ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کے بارے میں کتابِ پیدائش میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی دونوں بیٹیوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو شراب پلائی اور پھر شراب کے نشے میں اپنے باپ سے ہم آغوش ہوئیں بعد ازاں وہ دونوں حاملہ ہوئیں بڑی کے ایک بیٹا ہوا جس کا نام موآب تھا اور چھوٹی بیٹی کے ہاں بھی ایک بیٹا ہوا جس کا نام عمی تھا۔[42] مذکورہ اقتباس سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل یہود نے اپنی مقدس کتابوں میں کس طرح رد و بدل کر کے کتاب اللہ کو فواحش، بے حیائی اور

جنسیات سے بھر دیا ہے اور اس میں اتنے آگے بڑھے کہ حضرت لوط علیہ السلام جیسے بزرگ اور عظیم پیغمبر پر اتنی خطرناک ترین بہتان طرازی کر دی۔ دوسری طرف قرآن کریم جگہ جگہ حیاء اور پاکیزگی کا پیغام دے رہا ہے اور بے حیائی تو درکنار وہ بے مقصد اور لغو باتوں سے بھی سختی کے ساتھ روکتا ہے، حضرت لوط علیہ السلام کے بارے میں فرمان خداوندی ہے:

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ اَىِٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَاۗءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ۔[43]

اور جب لوط نے اپنی قوم سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ تم ایک دوسرے کے سامنے بے حیائی کرتے ہو اور اپنی گھر والیوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی ضرورت پوری کرتے ہو۔ یقیناً تم حد سے بڑھنے والی قوم ہو۔

یہ آیات شاہد ہیں کہ حضرت لوط علیہ السلام اپنی قوم کی بے حیائی اور فحاشی پر کس قدر دکھ میں تھے اور آپ اتنے دلبرداشتہ ہو کر بھی کتنے اخلاص کے ساتھ اپنی قوم کو اس قبیح فعل سے باز رہنے کی کوشش کر رہے تھے۔ قرآن کریم نے ہی اس بات کا واضح اعلان کیا کہ یہ حضرت لوط علیہ السلام ہی ہیں جن پر اہل یہود نے سنگین الزام تراشی کی ہے۔ حالانکہ وہ اللہ رب العزت کے برگزیدہ پیغمبر تھے اور اسی کے حکم سے اپنی قوم کو عفت و حیاء اور پاکیزہ زندگی کی طرف بلاتے تھے اور پیغمبروں کا یہی کام ہے کہ وہ لوگوں کو شیطان کے راستے سے بچا کر رحمٰن کے راستے کی طرف لائیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں یہود کا رویہ

کتاب سموئیل دوم میں ہے کہ جب خداوند کا صندوق شہر میں آ رہا تھا تو حضرت داؤد علیہ السلام کی بیوی نے آپ کو اس کے آگے اچھلتے اور ناچتے دیکھا جب آپ گھر لوٹے تو آپ سے کہا کہ اسرائیل کا بادشاہ جس نے آج کے دن اپنی لونڈیوں اور ملازموں کے سامنے اپنے آپ کو برہنہ کیا جیسے کوئی شوخ اور شریر لڑکا بے حیائی سے برہنہ ہو جاتا ہے۔[44]

مندرجہ بالا اقتباس میں اللہ رب العزت کے برگزیدہ پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام سے متعلق اہل یہود نے جو رویہ اختیار کیا ہے وہ انتہائی ناقابل برداشت اور افسوس ناک ہے۔ اس لئے کہ اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں حضرت داؤد علیہ السلام سے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام تو ہر حال میں اللہ کے ساتھ اپنا دل لگانے والے تھے:

اصْبِرْ عَلٰي مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۔[45]

یہ جو کچھ بھی کہتے ہیں آپ اس پر صبر کریں اور داؤد کو یاد کرو جو ہمارے بڑے طاقتور بندے تھے اور وہ اللہ سے لو لگانے والے تھے۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ تو ہمیں قرب ہے مطلب ہم داؤد کے ساتھ بہت پیار کرنے والے ہیں۔[46] اس سے پتا چلتا ہے کہ قرآن حکیم وہ الٰہی کلام ہے جو کہ یہود کے انبیاء علیہم السلام کی عزت و ناموس کی بھی حفاظت کرنے والا ہے اور اہل اسلام تمام پیغمبروں کو جتنی عزت و عظمت دیتے ہیں اہل یہود کا ان سے دور دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

یہود نے حضرت داؤد علیہ السلام کی کردار کشی اور بہتان تراشی پر بس نہیں کی بلکہ حضرت داؤد علیہ السلام پر جنسی بے راہ روی کے الزامات بھی لگا دیئے کہ بت سبع جو حتی اوریا کی بیوی تھی اس سے آپ نے صحبت کی اور وہ حاملہ ہوئی۔ بعد ازاں آپ نے اس عورت کے خاوند کو جنگ پر بھیج دیا اور سپہ سالار کو حکم دیا کہ وہ حتی اوریا کو اس مقام پر متعین کرے جس سے وہ زندہ واپس نہ آ سکے۔

یہاں تک کہ حتی اوریا مارا گیا۔ مزید برآں اس عورت سے داؤد کا بیٹا بھی پیدا ہوا اور خداوند داؤد کے اس عمل سے ناراض ہو گیا۔[47]

مندرجہ بالا اقتباس اس لئے بھی انتہائی افسوس ناک ہیں کہ اس میں صراحتاً یہود کی احسان فراموشی کا تذکرہ ہے۔ یہود نے حضرت داؤد علیہ السلام سے متعلق اتنے بے ہودہ افسانے اپنی کتب میں شامل کیے جبکہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ہی انہیں شناخت دی۔ یہود کے قبائل بکھرے ہوئے تھے اور یہ ہمیشہ آپسی باہمی چپقلش کا شکار رہتے تھے اور نہایت ذلت کی زندگی گزارتے تھے، حضرت داؤد علیہ السلام نے ہی انہیں اکٹھا کیا، ایک قوم بنایا اور ایک منتخب اور متحدہ بادشاہت کی تشکیل دی۔ یہود نے ان جیسی عظیم المرتبت شخصیت کے ساتھ کیا کیا؟ نہ صرف بے انصافی سے بے ہودہ الزامات لگائے بلکہ ان الزامات کو اپنے مقدس ادب کا مستقل حصہ بنایا اور اہل یہود آج تک اسی کے مرتکب چلے آرہے ہیں۔

حاصلِ کلام

یہودیت میں کوئی ایسا معیاری لفظ اور اصطلاح نہیں جو توہین مذہب کی جامع وضاحت کرسکے کیونکہ یہودیوں کے نزدیک بعض چیزیں ان کے مذہب کا لازمی جزو ہیں۔ جبکہ دیگر مذاہب میں وہ گستاخانہ حرکات تصور کی جاتی ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے ساتھ حجت بازی اور دلائل پیش کرنا بے ادبی سمجھی جاتی ہے لیکن کتاب پیدائش میں شہر سدوم کی تباہی کے حوالے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ تکرار کو بیان کیا گیا ہے۔[48] تاہم کچھ اعمال وافعال ایسے ہیں جنہیں یہودی روایات میں توہین تصور کیا جاتا ہے۔ خُدا کے نام کی حرمت اور پاکیزگی کی ایسی حد ہے کہ خدا اور اس کے نام کی توہین شدید جرم تصور ہوتی تھی۔ اس عمل کی پابندی ایسی تھی کہ اس کے متبادل لفظ بھی کہنا جرم تھا۔ اسی طرح یہود کے نزدیک انبیائے کرام پر بہتان یا الزام تراشی توہین مذہب شمار نہیں ہوتی اسی وجہ سے یہود نے اس حوالے سے کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔ یہودی متون مقدسہ لغویات سے بھرے پڑے ہیں جو کہ اہل یہود نے انبیائے کرام علیہم السلام سے متعلق تحریف شدہ پرانے عہد نامہ میں شامل کئے ہیں اور اہل یہود نے کسی بھی پیغمبر کو اس معاملے میں نہیں بخشا۔ یہ نہ صرف ان کا انبیاء کرام جیسی مقدس شخصیات کے بارے میں نامناسب رویہ ہے بلکہ ان کو اپنے مقدس ادب میں شامل کرنا کہ جس کی بنیاد پر دورِ جدید میں یہود اسے توہین تک نہیں سمجھتے، ستم بالائے ستم اور بہر صورت قابلِ مذمت ہے۔

حوالہ جات وحواشی

1 سورۃ الانفال 18:8۔

2 الفراہیدی، عبد الرحمن بن خلیل، کتاب العین، (مصر: دار المعارف، سن ندارد)، 4/92۔

3 الراغب الاصفہانی، ابو القاسم، حسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن، (بیروت: دار الفکر، 2000ء)، 1/887۔

4 زمخشری، ابو القاسم، محمود بن عمر، اساس البلاغۃ، (بیروت: دار الصادر، 1989ء)، 2/358۔

5 ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، (مصر: دار المعارف، 1999ء)، 13/453۔

6 ایضاً۔

7 ایضاً، 13/455۔

8 مرتضیٰ الزبیدی، محمد بن محمد، تاج العروس من جواہر القاموس، (بیروت: دار الصادر، 2001ء)، 36/267۔

9 "سب" عربی زبان میں گالی، بدزبانی اور تنقیص وتخفیف کو کہتے ہیں۔ یہ وہ چیزیں ہیں جس کے ذریعے کسی کی کردار کشی کی جاتی ہے۔ بقول زین

الدین رازی، سب کاٹ دینے، گالی گلوچ اور طعنہ زنی کو کہتے ہیں اور یہ باب (نصر ینصر) سے آتا ہے۔ "انتساب" باہم گالی گلوچ اور قطع تعلق کرنے والوں کو کہتے ہیں۔ اسی طرح "سبۃ" کے معنی عار کے ہیں، جس کے سبب کسی کو گالی دی جاتی ہے۔رجل سب اس کو کہتے ہیں جسے لوگ گالی دیتے ہیں۔(الرازی، ابو عبد اللہ، زین الدین محمد بن ابی بکر، **مختار الصحاح**، (قاہرہ: دار القلم، 1986ء)، ص140۔

10 "اذیً "کے معنی ضرر، تکلیف، اذیت اور ستانے کے ہیں۔ امام راغب کے بقول، اذی ہر اس ضرر کو کہتے ہیں جو کسی جاندار کے جسم، روح یا اس کے متعلقات کو پہنچتا ہے، وہ ضرر دنیوی ہو یا اخروی۔(الراغب الاصفہانی، **المفردات فی غریب القرآن**، 1/ 71-72۔

11 انگریزی زبان و ادب میں Blasphemy کو توہین کے مفہوم میں استعمال کیا جاتا ہے۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں اس اصطلاح کی وضاحت ان الفاظ میں کی گئی ہے:

Blasphemy, irreverence in the direction of a diety or deities and by means of extension, the usage of profanity. In Christianity, blasphemy has points uncommon with heresy but is differentiated from it in that heresy includes conserving a perception contrary to the orthodox one. Thus, it isn't always established tenets of the Christian religion except this is accomplished in a mocking and derisive sprit. For the Muslim blasphemy is to talk contemptuously no longer best of God but additionally of Muhammad. See: **The Encyclopedia Britannica**, (Chicago: Encyclopædia Britannica Company, Inc., 2007), 1/276.

12 https://www.timesofisrael.com, Times of Israel, Global Jewish Population, Retrieved on 13 June, 2024 at 2:36 PM.

13 Fishbane, Michael A. **Judaism: Revelation and Traditions**, (San Francisco: HarperCollins, 1987), P. 41.

14 اس میں پانچ کتابیں شامل ہیں اور اس کو اسفار خمسہ بھی کہا جاتا ہے۔ جن کے نام پیدائش، خروج، احبار، گنتی، استثناء ہیں۔

15 اس میں تیرہ کتابیں شامل ہیں جن کے نام یوشع، قضاۃ، روت، سموئیل اول و دوم، سلاطین اول و دوم، تواریخ اول و دوم، یسعیاہ، یرمیاہ، نوحہ اور حزقی ایل ہیں۔

16 اس میں ایوب، زبور، امثال، واعظ، غزل الغزلات، دانی ایل اور عزرا کی کتابیں شامل ہیں۔ ان میں نظمیں مناجات اور تمثیلیں وغیرہ درج ہیں۔ ان کی تعداد سات ہے۔

17 Harry Elmer Barnes, **A History of Historical Writing**, (USA: Dover Pubns, 1962), P.139.

18 Katharine Savage, **The History of World Religions**, (California: Bodley Head, 1966), P.101.

19 Ibid, P.103.

20 Ibid.

21 **The Encyclopedia Britannica**, 15-3/490.

22 دیکھیے: پیدائش 18:23-33۔

23 خروج 22:28۔

24 خروج 20:7؛ استثناء 5:11۔

25 Thomson Gale, **Encyclopedia of Riligion**, (NY: Macmillan, 2005), 2/970.

26 احبار 24:16۔

27 سلاطین 21:10۔

28 احبار 26:2۔

29 دیکھیے: احبار 24:10-16۔

30 خروج 31:14-15۔

31 استثناء 18:11-13۔

32 پیدائش 32:22-28۔

33 پیدائش 9:18-25۔

34 سورۃ ال عمران 3:33۔

35 سورۃ ہود 11:48۔

36 سورۃ الصافات 37:79۔

37 سورۃ الاسراء 17:3۔

38 پیدائش 12:8-9۔

39 سورۃ العنکبوت 29:26۔

40 سورۃ النجم 53:37۔

41 سورۃ البقرۃ 2:130۔

42 پیدائش 19:30-38۔

43 سورۃ النمل 27:54-55۔

44 سموئیل 6:6-23۔

45 سورۃ ص 38:170-۔

46 سورۃ ص 38:25۔

47 سموئیل 5:11-27۔

48 دیکھیے: پیدائش 18:23-33۔